قائدِ اعظم کا ایک انٹرویو

[یہ انٹرویو پروفیسر محمود احمد (سابق جائنٹ سکریٹری وزارتِ تعلیم پاکستان) نے عنایت کیا۔ ان کے شکریے کے ساتھ یہ تاریخی دستاویز قارئینِ "المعارف" کی نذر ہے]

حیدر آباد (دکن) میں قائدِ اعظم نے ۲۵ رجب ۱۳۶۰ھ ۱۹ اگست ۱۹۴۱ کو راک لینڈ کے سرکاری مہمان خانے میں طلبا اور نوجوانوں کو تبادلہ خیالات کا موقع دیا۔ علالت کے باوجود ۴۵ منٹ تک گفتگو کرتے رہے۔ نواب بہادر یار جنگ بھی موجود تھے۔ محمود علی، بی۔ اے (عثمانیہ) نے یہ مکالمہ قلم بند کیا اور اورینٹ پریس کو بھیجا۔ (صدق ۱۹ جنوری ۱۹۴۱)

سوال: ۱۔ مذہب اور مذہبی حکومت کے لوازم کیا ہیں؟

جواب: جب میں انگریزی زبان میں مذہب کا لفظ سنتا ہوں تو اس زبان اور قوم کے عام محاورہ کے مطابق میرا ذہن خدا اور بندے کی باہمی نسبتوں اور روابط کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ میں بخوبی جانتا ہوں کہ اسلام اور مسلمانوں کے نزدیک مذہب کا یہ محدود اور مقید مفہوم یا تصور نہیں ہے۔ میں نہ کوئی عالم دین ہوں اور نہ مجھے دینیات میں مہارت کا دعویٰ ہے۔ البتہ میں نے قرآن مجید اور اسلامی قوانین کے مطالعہ کی اپنے طور پر کوشش کی ہے۔ اس عظیم الشان کتاب کی تعلیمات میں اسلامی زندگی سے متعلق ہدایات کے باب میں زندگی کا روحانی پہلو، معاشرت، سیاست، معیشت، غرض انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو قرآن مجید کی تعلیمات کے احاطہ سے باہر ہو۔ قرآن کی اصولی ہدایات اور سیاسی طریقِ کار نہ صرف مسلمانوں کے لیے بہترین ہیں بلکہ اسلامی سلطنت میں غیر مسلموں کے لیے بھی سلوک اور آئینی حقوق کا اس سے بہتر تصور ممکن نہیں۔

سوال ۲: اس سلسلے میں اشتراکی حکومت وغیرہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: اشتراکیت یا بالشویت یا کئی اور ایسے سیاسی یا معاشی مسلک در اصل اسلام اور اس کے نظامِ حیات کی غیر مکمل اور بھونڈی سی نقلیں ہیں۔ ان میں نظامِ اسلامی کے اجزا کا سا ربط و تناسب

اور توازن نہیں پایا جاتا۔

سوال ۳: ترکی حکومت تو ایک مادی سٹیٹ یا حکومت ہے۔ اس سے اسلامی حکومت مختلف ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: ترکی حکومت پر میری نظر میں سیکولر سٹیٹ (مادی، لادینی) کی سیاسی اصطلاح اپنے پورے مفہوم میں منطبق نہیں ہوتی۔ اب رہا اسلامی حکومت کے تصور کا بنیادی امتیاز۔ پیشِ نظر رہے کہ اطاعت اور وفاکیشی کا مرجع خدا کی ذات ہے، اس لیے تعمیل کا مرکز قرآن مجید کے احکام اور اصول ہیں۔ اسلام میں اصلاً کسی بادشاہ کی اطاعت ہے نہ کسی پارلیمنٹ کی، نہ کسی شخص یا ادارہ کی۔ قرآن کے احکام ہی سیاست اور معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کے حدود متعین کرتے ہیں۔ اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآنی اصول اور احکام کی حکمرانی ہے ــــ آپ جس نوعیت کی بھی حکمرانی چاہتے ہیں، بہرحال آپ کو سلطنت اور طاقت کی ضرورت ہے۔

سوال ۴: وہ سلطنت ہمیں ہند میں کیسے نصیب ہو سکتی ہے؟

جواب: مسلم لیگ، اس کی تنظیم، اس کی جدوجہد، اس کا رُخ اور اس کی راہ سب اسی سوال کے جواب ہیں۔

سوال ۵: جب آپ اسلامی حکومت کو تصور اور طریق کار دونوں میں بہترین یقین کرتے ہیں اور اجمالاً یہ بھی کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو خود مختار علاقے اس لیے مطلوب ہیں کہ وہاں اپنے ذہنی میلانات اور حسیات و تصورات کو ممانعت کے بغیر رُو بہ کار اور رو بہ ترقی لا سکیں، تو پھر اس میں کونسا امر مانع ہے کہ زیادہ تفصیل اور توضیح کے ساتھ مسلم لیگ اپنی جدوجہد کی مذہبی تعبیر اور تشریح کرے۔

جواب: مذہبی تعبیر کے ساتھ کام کی نوعیت، اس کی حقیقی تقسیم اور اس کے اصلی حدود کو سمجھے بغیر ہمارے علما کی ایک جماعت ان خدمات کو صرف چند علما کا اجارہ خیال کرتی ہے۔ باوجود اہلیت اور مستعدی کے آپ کے یا میرے جذبات پورے ہونے کی کوئی صورت نہیں پاتے، پھر اس منصب کی بجا آوری کے لیے جن اجتہادی صلاحیتوں کی ضرورت ہے، وہ اِلّا ماشاء اللہ میں ان علما میں نہیں پاتا، وہ اس مشن کی تکمیل میں دوسروں کی صلاحیتوں سے کام لینے کا سلیقہ بھی نہیں جانتے۔